سلسلہ نمبر۲۴ قسط : ۱

''الحامد ٹرسٹ''نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔(ادارہ)

یزید اور شراب

یہ جاننا ضروری ہے کہ اہلِ عرب کھجور کا طرح طرح استعمال کرتے تھے۔ایک طریقہ مشروب کا یہ تھا کہ کھجوریں پانی میں بھگو دیتے تھے۔اور یہ پانی پیتے تھے، اِسے'' نَبِیْذْ '' کہا جاتا ہے۔جناب رسول اللہ ﷺ صبح کو بھگوتے تھے تو شام کو یہ پانی استعمال فرما لیتے تھے اور شام کو بھگوتے تھے تو صبح کو استعمال فرما لیتے تھے۔لیکن کبھی کبھی آپ نے اِس سے زیادہ وقت کی بھیگی ہوئی نبیذ بھی استعمال فرمائی ہے۔یہ اہلِ عرب کی غذاء کا ایک حصہ تھا اب میں سہل الحصول حوالوں سے اگلی باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں حسبِ عادت نبیذِ شدید (تیز نبیذ) بھی برابر استعمال کی جاتی رہی ہے۔چنانچہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تیز نبیذ لائی گئی۔آپ نے اِس کی تیزی کی وجہ سے ایک دم ناک ہٹالی۔پھر اِس میں پانی ملوایا پھر استعمال فرمائی۔اور طحاوی شریف کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض علاقوں کے لوگ نبیذِ شدید ہی پیا کرتے تھے۔سیدنا فاروق اعظم بھی نبیذ شدید استعمال فرمایا کرتے تھے، حضرت ابن عمر بھی اور حضرت علی بھی (رضی اللہ عنہم)۔

اب یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ نبیذِ شدید نشہ بھی کر دیتی ہے۔مثلاً جو شخص ہلکی نبیذ پینے کا عادی ہو وہ اگر تیز نبیذ پی لے گا تو نشہ ہو جائے گا۔چنانچہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے برتن سے نبیذ پی لی اُسے نشہ ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے اُسے حد لگادی۔وہ کہتا رہا کہ امیر المؤمنین میں نے تو آپ کے برتن میں سے پی ہے۔تو آپ نے فرمایا کہ میں نشہ پر حد لگا رہا ہوں یعنی اِس کی تیزی تو زبان کو معلوم ہوگئی ہوگی تو احتیاط کرنی چاہیے تھی، اتنی نہ پیتے کہ نشہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کی دعوت کی۔ کھانے کے بعد انہیں نبیذ پلائی، اُن میں سے ایک شخص کو نشہ ہوگیا تو اُسے حد لگادی وہ کہنے لگا کہ آپ بلاتے بھی ہیں کھلاتے بھی ہیں، پلاتے بھی ہیں اور حد بھی لگاتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دعوت کی، اگلے دن اُن مدعوین میں سے ایک صاحب کہنے لگے کہ نبیذ کی وجہ سے مجھے رستہ صحیح طرح نہیں سمجھ میں آرہا تھا مَاکِدْتُّ اَهْتَدِی الطَّرِیْقَ . ملاحظہ ہو الکوکب الدری ص ۱۲ و ص ۱۳ ج ۲ مع حواشی۔ اور ایسی بہت سی روایات طحاوی شریف کے آخری حصہ میں ہیں۔ اُنہوں نے کافی روایات لکھی ہیں اور بہت مبسوط بحث فرمائی ہے۔ (دیکھیں طحاوی باب مایحرم من النبیذ ص ۲۷۰ ج ۲)

اب یوں سمجھئے کہ چونکہ نبیذ اُن کے لازمی مشروبات میں سے تھی جیسے آج کے دور میں چائے ہے اور یہی ذراسی بے احتیاطی سے نشہ کا باعث بن جاتی تھی۔ اس لیے دورِ صحابۂ کرام میں اور بعد کے دور میں نشہ کے واقعات پیش آتے رہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے زیادہ مضبوط دور کس کا ہوسکتا ہے۔ اُن کے زمانہ میں ایسے طرح طرح کے واقعات پیش آتے رہے بلکہ بکثرت ایسے واقعات ہونے لگے تو حضرت عمرؓ نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا پھر اَسی کوڑے سزا مقرر کردی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں : ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ فِی الْخَمْرِ فَاسْتَشَارَ فَضَرَبَ ثَمَانِیْنَ (مختصر المزنی ص ۲۶۶) لیکن اِس کے بعد بھی ایسے واقعات ہوتے رہے، مثلاً بخاری شریف میں باب صوم الصبیان میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں نشہ کی حالت میں دیکھا تو فرمایا :

وَیْلَکَ وَصِبْیَانُنَا صِیَامٌ فَضَرَبَهٗ. (بخاری شریف ص ۲۶۳ ج ۱)

''تیرا ناس ہو! یہاں تو یہ حالت ہے کہ ہمارے بچے (بھی) روزہ سے ہیں پھر اُسے حد لگادی''۔

حاشیہ میں ہے کہ اَسی کوڑے لگائے اور اُسے شام بھیج دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ جو اہلِ بدر میں سے تھے اُن پر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے شراب کی حد لگائی۔ یہ اُن کے دورِ خلافت کے آخری حصہ کا واقعہ ہے۔ (تفصیل

کے لیے دیکھئے، اُسد الغابہ ص ۱۹۸ ج ۴)

حتی کہ خود اُن کے اپنے گھر میں ایسا واقعہ پیش آیا کہ اُنہوں نے اِس پر یہ فرمایا :

وَجَدْتُّ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيْحَ شَرَابٍ وَاَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَاِنْ كَانَ يَسْكُرُ جَلَدْتُّهٗ.

(بخاری ص ۸۳۸ ج۲)

''میں نے عبید اللہ (اپنے بیٹے) سے شراب کی بو پائی ہے اور میں اُس کے بارے میں معلومات کر رہا ہوں تو اگر وہ نشہ کی حد تک پیتا ہوگا تو میں اُس کے کوڑے لگاؤں گا۔''

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حمص میں تھے۔ وہاں ایک شرابی نے جب بات کی تو پتہ چلا کہ یہ شراب پیئے ہوئے ہے۔ تو اُنہوں نے اُس پر شراب کی حد جاری کردی۔ (بخاری شریف ص ۷۴۸ ج۲)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک صحابی حضرت ولید رضی اللہ عنہ کے نشے کا واقعہ پیش آیا جس پر اہل مدینہ میں بھی بہت بے چینی پائی گئی۔ جلد باز لوگوں نے باتیں بھی بنائیں کیونکہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی تھے، فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ نشہ کے قصہ کے وقت گورنر کوفہ تھے۔ آخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اہل مدینہ نے اِن کے بھانجے کے ذریعہ اپنے اضطراب کا اظہار کیا۔ آپؓ نے فرمایا :

فَسَنَاْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ اِنْشَآءَ اللّٰهُ. (بخاری ص ۵۲۲ و ص ۵۴۷ ج۱)

''عنقریب اُن کے بارے میں ہم حق فیصلہ اختیار کریں گے۔''

اِن واقعات کے ذکر کرنے کا منشاء یہ ہے کہ نبیذ کی وجہ سے نشہ اور اُس پر حد کے واقعات جب حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ کے پاک اور مضبوط ترین دور میں اُن کے گھر میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد کے پاک دور میں پیش آ گئے تو نہ تو یزید خلیفۂ عادل و راشد تھا نہ صحابی نہ وہ حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کے برابر تھا نہ حضرت ولید رضی اللہ عنہ کے۔ وہ تابعی تھا، بڑے خاندان کا فرد تھا اور اُس کے بارے میں بہت سے لوگوں کی رائے اُس کے والد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حیات میں بھی اچھی نہ تھی۔ جب وہ سربراہِ مملکت بنا تو مطلق العنان ہوتا چلا گیا لہٰذا اُس کے شربِ خمر میں کیا استبعاد ہے۔ حضرت محمد بن حنفیہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ سے چھوٹے ہیں اور صحابی نہیں ہیں۔ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور یزید کے پاس بعد میں گئے ہیں۔ اِن کی بات کو ہی اہل مدینہ نے ترجیح بھی دی ہے۔

مدینہ اور اہلِ شام :

اہل مدینہ کا عمل اور تقویٰ اہل شام سے بہت بڑھا ہوا تھا۔ ان کی عملی حالت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دور تک اتنی اچھی رہی ہے کہ امام مالک اہل مدینہ کے عمل کو حدیث صحیح پر ترجیح دیتے تھے۔ حالانکہ اِن کے زمانہ میں دوسری صدی چل رہی تھی، اس کی دلیل صحابۂ کرام اور تابعین کی شہادت تھی جو اُنہوں نے اہل مدینہ کے متعلق وقتاً فوقتاً دی کہ اِن کے عمل میں زمانہ رسالت مآب ﷺ سے لے کر بہت بعد تک کوئی فرق نہیں آیا۔ مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان جو آگے آتا ہے، امام مالکؒ کی دلیل ہے۔ دوسری طرف حضرت انس اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے ایسے بیانات بھی موجود ہیں جو شام کی عملی حالت کے بہت کمزور ہو جانے کی دلیل ہیں۔ اب ذرا اِن حضرات کے بیانات بھی پڑھ لیجئے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام بھیج دیا تھا کہ وہاں پڑھائیں۔ ان کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے اوائل میں ہوئی۔ وہ ایک دن گھر میں داخل ہوئے تو اہلیہ صاحبہ نے جو اُم الدرداء کہلاتی تھیں، دریافت کیا کہ آپ کو کس بات پر غصہ آرہا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا :

وَاللّٰهِ مَا اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا. (بخاری شریف ص ۹۰ ج ۱)

''خدا کی قسم! میں جناب رسول اللہ ﷺ کے معاملات میں سے کوئی چیز یہاں ہوتی نہیں جانتا سوائے اِس کے کہ یہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں''۔

اِس کے بعد تو زمانہ اور کوتاہیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا، اس کوتاہی کا ذکر بھی حدیث میں آتا ہے مثلاً حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد زہری رحمۃ اللہ علیہ مدینہ سے شام چلے گئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں، میں نے رونے کی وجہ دریافت کی تو اُنہوں نے فرمایا :

لَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا اَدْرَكْتُ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ.

(بخاری شریف ص ۷۶ ج ۱ باب فی تضییع الصلوۃ عن وقتها)

''میں نے جو چیزیں (اپنے پہلے زمانہ میں) پائی تھیں اُن میں سے کوئی چیز جانی پہچانی نہیں

معلوم ہوتی (یہاں نظر نہیں آتی) سوائے اِس نماز کے اور یہ نماز بھی ضائع کردی گئی ہے (یعنی وقت مستحب ٹلا کر پڑھتے ہیں)۔''

اِن چیدہ چیدہ معروف ترین صحابۂ کرام کی رائے اہل شام کی عملی حالت کے بارے میں آپ نے دیکھی جس سے واضح ہورہا ہے کہ مال کی کثرت اور عیسائیوں وغیرہ سے اختلاط بہت خاصی حد تک لوگوں پر اثر انداز ہورہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ سفر ۷۵ھ کے قریب ہوا تھا۔

دوسری طرف حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے آخری دور میں جب مدینہ منورہ پہنچے تو اِن سے صاف صاف پوچھا گیا کہ :

مَا اَنْکَرْتَ مِنَّا مُنْذُ یَوْمٍ عَھِدتَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ مَااَنْکَرْتُ شَیْئًا اِلَّا اَنَّکُمْ لَا تُقِیْمُوْنَ الصُّفُوْفَ. (بخاری ص ۱۰۰ ج۱)

''جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آپ نے جو کچھ حال دیکھا تھا اُس سے اب آپ نے کون سی چیز ایسی دیکھی ہے جو اُوپری (اجنبی) لگی ہو۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے کوئی چیز اجنبی (تبدیل شدہ اور متغیر) نہیں دیکھی سوائے اِس کے کہ تم لوگ صفیں سیدھی نہیں رکھتے''۔

آپ کے سامنے اہل عرب کے رواجی مشروب نبیذ کے پھر اِس سے نشہ اور اِس پر حد جاری کیے جانے کے واقعات آئے۔ نشہ ذرا سی غفلت سے بھی ہوجاتا رہا ہے اور غلط نیت سے بھی۔ پھر یہ بھی سامنے آگیا کہ شام میں عملی کوتاہیاں بڑھتی گئی ہیں اور مدینہ منورہ اِس قسم کی خرابیوں سے تادیر محفوظ رہا ہے۔ اس لیے وہ لوگ یزید کو نہیں چاہتے تھے۔ وہ یزید کی جانشینی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق نہیں تھے، پھر اُنہوں نے اپنے وفد سے جب یزید کی حالت کی خبریں سنیں تو اُنہوں نے اِس کی بیعت ہی توڑ دی اور تمام بنواُمیہ کو جن میں یزید کا گورنر اور مروان بھی تھا مدینہ پاک سے ہی نکال دیا جس پر یزید کو بے حد غصہ آیا، پھر واقعہ حرہ پیش آیا۔

حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تاریخی حصہ کو محدثین وشارحین حدیث سے لے کر یوں تحریر فرمایا ہے کہ یزید بن معاویہؓ نے مدینہ منورہ میں اپنے چچازاد بھائی عثمان بن محمد بن ابی سفیانؓ کو امیر بنادیا تھا۔ عثمان نے اہل مدینہ کی ایک جماعت یزید کے پاس وفد کے طور پر بھیجی۔

ان میں عبداللہ بن غسیل الملٰئکہ اور عبداللہ بن ابی عمرو المخزومی وغیرہ تھے۔ یزید نے ان کا اکرام کیا انہیں جائزے دیے پھر یہ واپس آئے تو انہوں نے یزید کے عیب ظاہر کیے اور اس کی طرف شراب پینا منسوب کیا اور بھی خرابیاں بیان کیں پھر عثمان کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اسے مدینہ سے نکال دیا اور یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی۔ (بخاری ص۱۰۵۳ ج۲ حاشیہ نمبر۷ طبری ف۔قس)

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ لکھتے ہیں :

''یزید کے پاس سے جب یہ لوگ واپس آئے تو اُس کی بیعت توڑ دی عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کرلی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اُس نے اہل مدینہ پر زبردست حملہ کیا۔ اس میں نمایاں حضرات میں سے ایک ہزار سات سو اور عام لوگوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کیا، عورتیں اور بچے اِس کے سوا ہیں''۔ (بخاری شریف ص۴۱۵ حاشیہ۱۱ ج ۱ بحوالہ قسطلانی)

اسی میں عبداللہ بن حنظلہ ؓ بھی شہید ہوئے۔ وہ بھی صحابی تھے۔ (رؤیۃ تہذیب ص۱۹۳ ج۵)

اور حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے (جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی اور مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے والوں میں تھے۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے اواخر میں پیش آیا۔ (تہذیب التہذیب ص۲۲۳ ج۵)۔

لوٹ اور قتل عام :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی تلوار کی نیام میں جناب رسول اللہ ﷺ کا عطا فرمودہ قیراط رہا کرتا تھا۔ (بخاری ص۳۱۰ ج۱) جسے اہل شام نے حرہ کے موقعہ پر لے لیا حَتّٰی اَصَابَھَا اَھْلُ الشَّامِ یَوْمَ الْحَرَّۃِ۔ (بخاری شریف ص۳۵۵ ج۱)۔

اِس لوٹ مار اور قتل و غارتگری کی جو تین دن جاری رہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں اطلاع ملی تو وہ بہت غمزدہ ہوئے۔

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْفَضْلِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ حَزِنْتُ عَلٰی مَنْ اُصِیْبَ بِالْحَرَّۃِ. (بخاری ص ۷۲۸ ج۲)

حاشیہ میں حرہ کے بارے میں تحریر ہے :

یہ سیاہ رنگ کی پتھریلی زمین ہے۔وہاں ۶۳ھ میں یہ جنگ ہوئی۔اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی کیونکہ انہیں اطلاع پہنچی تھی کہ وہ قصداً مفاسد کا اِرتکاب کرتا ہے تو یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو بڑا لشکر دیکر بھیجا۔اُس نے اہل مدینہ کو شکست دی اور مدینہ منورہ میں لوٹ مار کی ،اِس میں انصار میں سے بہت ہی زیادہ لوگ قتل کیے گئے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ اُن دنوں بصرہ میں تھے۔انہیں اس کی خبر پہنچی تو وہ انصار کے شہداء کی وجہ سے غمگین ہوئے۔(بخاری ص۷۲۸ ج۲ حاشیہ ۹ بحوالہ قس۔خ)

اسی میں ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا :

فَکَتَبَ اِلَیَّ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ وَبَلَغَہٗ شِدَّۃُ حُزْنِیْ یَذْکُرُاَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ.(بخاری ص ۷۲۸ ج۲)

''تو مجھے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انہیں میرے شدید غمگین ہونے کی اطلاع ملی تو (میری تسلی کے لیے) خط لکھا۔اِس میں انہوں نے یہ ذکر فرمایا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اللہ! تو انصار کو بخش دے اور اُن کی اولاد کو بخش دے۔''

یزید کے مداح لوگ جو پیدا ہو رہے ہیں تاریخ کے اِس عظیم حصہ کو اور بنی اُمیہ کی سلطنت کے ختم ہو جانے کے حصہ کو تاریخ ہی سے مٹانے کی کوشش میں رہتے ہیں جو بڑی خیانت ہے۔اس نے اہانت حرمین کی تو حکومت بنی اُمیہ سے اتنی نفرت پیدا ہوئی کہ حکومت ہی ایک دفعہ ختم ہوگئی۔

عباسی صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے لکھا ہے :

''اکابر صحابہ کی اکثریت نے جو مدینہ میں موجود تھی بیعت کرنے سے گریز کیا یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح ایران، اُسامہ بن زید حِبِّ رسول اللہ ﷺ، حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمۃ بن مخلد، ابوسعید خدری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالۃ بن عبید، کعب بن عجرہ، صھیب، سلمہ بن وقش، قدامۃ بن مظعون، عبد اللہ بن سلام، مغیرۃ بن شعبہ جیسے عظماء اُمت وارباب حل وعقد نے بیعت نہیں کی''۔(خلافت معاویہ ویزید ص۵۳)۔

یہ اسماءگرامی عباسی نے تاریخ ابن خلدون سے لے کر لکھ دیئے ہیں (ابن خلدون ج ۲ ص ۱۵۱)۔
ابن خلدون نے ان حضرات کے بیعت ہو جانے کا بھی ذکر کیا ہے مگر وہ عباسی صاحب نے نہیں لکھا۔ وہ لکھتے ہیں :

ثُمَّ جَآؤُا بِقَوْمٍ مِمَّنْ تَخَلَّفَ قَالُوْا نُبَایِعُ عَلٰی اِقَامَةِ کِتَابِ اللّٰہِ ثُمَّ بَایَعَ الْعَامَّةُ.

(ابن خلدون ص ۱۵۱ ج۲)

''پھر ان لوگوں کو لائے جو پیچھے رہے تھے، جنہوں نے اب تک بیعت نہ کی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم اقامت کتاب اللہ پر بیعت کرتے ہیں۔ اس کے بعد عام لوگوں نے بیعت کی اور یہی بات صحیح ہے''۔

ابن العربی نے العواصم میں عباسی صاحب کی بات اور اُس کا جواب لکھا ہے :

قَالَتِ الْعُثْمَانِیَّةُ تَخَلَّفَ عَنْہُ مِنَ الصَّحَابَةِ جَمَاعَةٌ مِّنْھُمْ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَابْنُ عُمَرَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ وَسِوَاھُمْ مِّنْ نُّظَرَآئِھِمْ. قُلْنَا اَمَّا بَیْعَتُہٗ فَلَمْ یَتَخَلَّفْ عَنْھَا وَاَمَّا نُصْرَتُہٗ فَتَخَلَّفَ عَنْھَا قَوْمٌ مِّنْھُمْ مَّنْ ذَکَرْتُمْ لِاَنَّھَا کَانَتْ مَسْأَلَةً اِجْتِھَادِیَّةً فَاجْتَھَدَ کُلُّ وَاحِدٍ وَاَعْمَلَ نَظْرَہٗ وَاَصَابَ قَدْرَہٗ .

''عثمانی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحابۂ کرام کا ایک گروہ اِن کا ساتھ دینے سے ہٹا رہا۔ ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص، محمد بن مسلمہ، ابن عمر اور اُسامہ بن زید اور ان کے سوا اِن جیسے اور حضرات تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کا جہاں تک تعلق ہے تو اِس میں تو کوئی پیچھے نہیں۔ البتہ اِن کی مدد (قتال میں) تو اُس میں لوگ پیچھے رہے ہیں۔ ان میں وہ حضرات بھی ہیں جن کا تم لوگوں نے ذکر کیا کیونکہ قتال ایک اجتہادی مسئلہ ہے تو ہر ایک نے اجتہاد کیا اور اپنی سوچ کام میں لائے اور جہاں تک جس کی نظر پہنچی اُس پر عمل کیا''۔

تائید کے لیے اِس کے حاشیہ میں تمہید باقلانی کا حوالہ بھی دیا ہے۔

ان حضرات میں نعمان بن بشیر (جو رسول اللہ ﷺ کے ہجرت فرمانے کے بعد پیدا ہوئے تھے)

بیعت نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت کے وقت مدینہ منورہ میں موجود ہی نہ تھے، وہ شہادتِ عثمانؓ کے بعد فوراً ہی شام کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔(البدایہ ج ۷ ص ۲۲۷) باقی حضرات جو مدینہ شریف میں تھے بیعت ہوگئے تھے۔

نیز عباسی صاحب نے یہ نام بغیر مطلب سمجھے ابن خلدون سے نقل کر دیے ہیں کیونکہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی حضرت علیؓ کے ساتھ معرکوں میں شرکت بخاری شریف میں موجود ہے۔(بخاری ج ۱ ص ۵۰۹)

حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہما بھی بیعت ہوئے ہیں۔ یہ حضرات مشورے بھی دیتے رہے ہیں لیکن اِن میں کافی حضرات یکسو رہے ہیں۔ روایات سے ثابت ہے کہ ان حضرات کے پیش نظر یہ تھا کہ کم سے کم قتال ہو۔ اور کچھ حضرات کے ایسے واقعات پیش آ چکے تھے جن میں جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں کسی بھی مسلمان پر ہتھیار اُٹھانے سے منع کر دیا تھا جیسا کہ ابھی روایات میں ہم پیش کرتے ہیں :

وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَالْمُغِیْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَعَ اُنَاسٍ مَعَهُمْ وَقَدْ کَانُوْا تَخَلَّفُوْا عَنْ عَلِیٍّ حِیْنَ خَرَجَ اِلٰی صِفِّیْنَ وَالْجَمَلِ فَقَالَ لَهُمْ عَلٰی مَاخَلَفَکُمْ عَنِّیْ قَالُوْا قُتِلَ عُثْمَانُ وَلَانَدْرِیْ اَحَلَّ دَمُهٗ اَمْ لَا ؟ وَقَدْ کَانَ اَحْدَثَ اِحْدَاثًا ثُمَّ اسْتَتَبْتُمُوْهُ فَتَابَ ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِیْ قَتْلِهٖ حِیْنَ قُتِلَ فَلَسْنَا نَدْرِیْ اَصَبْتُمْ اَمْ اَخْطَأْتُمْ ؟ مَعَ اَنَّاعَارِفُوْنَ بِفَضْلِكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَابِقَتِكَ وَهِجْرَتِكَ .

''عبد اللہ بن عمر و سعد بن ابی وقاص، مغیرہ بن شعبہ اور اُن کے ساتھ جو لوگ تھے، یہ سب حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جمل اور صفین گئے تو یہ لوگ نہیں گئے تھے۔ ان حضرات سے حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا بات تھی کہ آپ لوگ میرے ساتھ نہیں آئے تھے۔ کہنے لگے، حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے اور ہم نہیں جانتے کہ اُن کو شہید کرنا درست تھا یا نہیں؟ انہوں نے کچھ ایسے کام کیے ضرور تھے جو نئے (محل اعتراض) تھے (لیکن) پھر ان سے آپ لوگوں نے کہا توبہ کیجیے۔ انہوں نے توبہ کی پھر جب انہیں شہید کیا گیا تو آپ لوگ ان کے قتل میں داخل ہوئے تو ہم تو نہیں جان سکتے کہ آپ لوگوں نے صحیح کام کیا یا غلط؟ اِس کے ساتھ ہم اے امیر المؤمنین! آپ کی

فضیلت آپ کی سبقت وہجرت کے معترف ہیں''۔

اس دَور میں سب کی ایسی حالت تھی کہ کسی کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آرہی تھی۔ جیسے کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور دورِ فتن میں یہی حال ہوا کرتا ہے۔ ابنِ تیمیہ کہتے ہیں :

فَیَرِدُ عَلَی الْقُلُوْبِ مَایَمْنَعُھَا مِنْ مَّعْرِفَةِ الْحَقِّ وَقَصْدِہٖ وَلِھٰذَا یُقَالُ فِتْنَةٌ عَمْیَآءُ صَمَّآءُ وَیُقَالُ فِتَنٌ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ. (منهاج السنة ج۲ ص ۲۴۶)

''قلوب پر ایسی کیفیت وارد ہوتی ہے جو معرفت حق اور ارادۂ حق سے روک دیتی ہے، اسی لیے (عربی میں) کہا جاتا ہے کہ اندھا بہرا فتنہ اور کہا جاتا ہے کہ ایسے فتنے جیسے تاریک رات کے حصے''۔

اِن حضرات کی گفتگو سے یہی بات واضح ہورہی ہے کہ وہ سخت پریشان اور حیران رہے ہیں۔ ذہن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ یہ حضرات ہر ہیجان کے زمانہ میں حتی المقدور یکسو رہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین ہی کہہ کر گفتگو کررہے ہیں۔ ان کے فضائل کا اعتراف بھی کررہے ہیں۔ ان حضرات کی یہ باتیں سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آیاتِ قرآن پاک سے استدلال فرمایا۔

فَقَالَ عَلِیٌّ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اَمَرَکُمْ اَنْ تَاْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ فَقَالَ (وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰہِ) .

''حضرت علیؓ نے فرمایا! کیا آپ لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔ اُس نے ارشاد فرمایا ہے اگر مؤمنین کی دو جماعتیں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کرادو۔ پھر اگر ایک نے دوسرے کے خلاف بغاوت کی ہو تو جو جماعت بغاوت کرے اُس سے لڑو حتیٰ کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے''۔

اِس کے جواب میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث تو پیش نہیں فرمائی جس میں آتا ہے کہ ان سے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایسے وقت حضرت آدم علیہ السلام کے (مقتول) بیٹے کی طرح بن جانا، شاید وہ حدیث اِس وجہ سے نہ ذکر فرمائی ہوگی کہ اِن سب حضرات کے علم میں پہلے سے ہوگی۔ اس لیے اس

حدیث کے جاننے والوں سے جو بات کہنی چاہیے تھی وہ فرمائی۔

قَالَ سَعْدٌ یَا عَلِیُّ اَعْطِنِیْ سَیْفًا یَّعْرِفُ الْکَافِرَ مِنَ الْمُؤْمِنِ اَخَافُ اَنْ اَقْتُلَ مُؤْمِنًا فَاَدْخُلُ النَّارَ.

''حضرت سعدؓ نے جواب دیا اے علیؓ آپ مجھے ایسی تلوار دے دیں جو کافر اور مومن کو جان لیا کرے، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں میں کسی مومن کو قتل کر کے داخلِ جہنم نہ ہوجاؤں''۔

اِس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر نص قرآنی پیش کی۔

فَقَالَ لَھُمْ عَلِیٌّ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ عُثْمَانَ کَانَ اِمَامًا بَایَعْتُمُوْہُ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَعَلَامَ خَذَلْتُمُوْہُ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا وَکَیْفَ لَمْ تُقَاتِلُوْہُ اِذْ کَانَ مُسِیْئًا. فَاِنْ کَانَ عُثْمَانُ اَصَابَ بِمَاصَنَعَ فَقَدْ ظَلَمْتُمْ اِذْ لَمْ تَنْصُرُوْا اِمَامَکُمْ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَقَدْ ظَلَمْتُمْ اِذْ لَمْ تُعِیْنُوْا مِنْ اَمْرٍ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٍ عَنِ الْمُنْکَرِ وَقَدْ ظَلَمْتُمْ اِذْ لَمْ تَقُوْلُوْا بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَدُوِّنَا اَمَرَکُمُ اللّٰہُ بِہٖ فَاِنَّہٗ قَالَ قَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰہِ. (وقعة صفین لنصر بن مزاحم ص ۶۳۶)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ حضرت عثمانؓ امام (خلیفہ) تھے۔آپ نے اُن سے اُن کی بات ماننے اور اُن کی اطاعت کرنے کی بیعت کی تھی تو اگر وہ اچھے تھے تو آپ نے انہیں کیوں بے یار و مددگار چھوڑا۔اور اگر وہ برے تھے تو اُن سے آپ لوگ کیوں نہیں لڑے۔اگر حضرت عثمانؓ نے کام ٹھیک کیے تھے تو آپ لوگوں نے ان کی مدد نہ کر کے ظلم کیا ہے اور اگر انہوں نے برے کام کیے تھے تو آپ لوگوں نے ان کے مخالفین کی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہے تھے مدد نہ کر کے ظلم کیا ہے۔اور آپ لوگوں نے ہمارے اور ہمارے دُشمن کے درمیان حائل نہ ہو کر بھی ظلم کیا ہے (ہمارے اور اُن کے درمیان کھڑے ہوجانا لازم تھا، اگر وہ نہ باز آتے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے، اس کا ارشاد ہے جو باغی ہو اس سے لڑو حتی کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے''۔

لیکن صحابۂ کرام میں سے کسی صحابی نے اگر جناب رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سنی تھی تو اُسے اُس نے کبھی ترک نہیں کیا اور اگر آپ نے کسی کو حکماً کوئی بات فرمائی تھی تو وہ ساری عمر اُس کا اِس طرح پابند رہا جیسے قرآن پاک کی آیت سے فرضیت کا پابند ہوتا، کیونکہ صحابی کے لیے رسولِ خدا ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات بھی اِسی طرح واجب تھی جیسے قرآن پاک میں اُترا ہوا حکم۔ غرض اِن حضرات نے بیعت تو کی تھی لیکن قتال میں ساتھ نہیں رہے جس کی وجہ اِن حضرات کی روایات سے معلوم ہو جائے گی۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

سلسلہ نمبر۲۴ قسط : ۲ ، آخری قسط

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

یزید اور شراب

عباسی صاحب نے کتاب ''وَقْعَۃُ صِفِّیْنِ'' کو بہت اہمیت دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: واقعہ صفین کے قدیم ترین مؤلف نے لکھا ہے (خلافت معاویہ و یزید ص ۶۰) اور دوسرے صفحہ پر حوالہ کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے لکھا ہے ص ۱۸۷ وقعۃ صفین، نصر بن مزاحم متوفی ۲۱۲ھ۔ دیکھئے خلافت معاویہ ص ۶۱۔ اس لیے میں نے بھی یہ واقعہ اور اُس کی تشریح لکھی ہے۔

اب ان حضرات کی روایات ملاحظہ ہوں جو قتال میں عدم شمولیت کی وجہ تھیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روایت :

وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ عِنْدَ فِتْنَۃِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَشْھَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّھَا سَتَکُوْنُ فِتْنَۃٌ اَلْقَاعِدُ فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ قَالَ قُلْتُ اَفَرَاَیْتَ اِنْ دَخَلَ عَلٰی بَیْتِیْ وَبَسَطَ یَدَہٗ اِلَیَّ لِیَقْتُلَنِیْ قَالَ کُنْ کَابْنِ آدَمَ . (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۸۱)

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جھگڑے کے وقت فرمایا : میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

عنقریب فتنہ بپا ہوگا اُس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے (جناب رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا یہ اِرشاد فرمائیے کہ اگر وہ میرے گھر میں داخل ہوجائے اور میری طرف ہاتھ بڑھائے (تو میں کیا کروں) اِرشاد فرمایا تم حضرت آدم علیہ السلام کے (مقتول) بیٹے کی طرح ہوجاؤ۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت علی کرم اللہ وجہہما کے بہت ہی قریب تھے۔ ان کے اقوال گرامی تو الگ آئیں گے ایک سبب یہ بھی تھا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت سعد اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما میں مواخاۃ تھی۔

ثُمَّ دَعَا سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَعَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ فَقَالَ یَاعَمَّارُ تَقْتُلُکَ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ ثُمَّ اٰخٰی بَیْنَھُمَا. (ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۲۱۳)

''پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بلایا، فرمایا: اے عمار تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی۔ پھر اِن دونوں کو آپ نے ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔''

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایاتِ معذرت :

قَالَ (حَرْمَلَۃُ مَوْلٰی اُسَامَۃَ) اَرْسَلَنِیْ اُسَامَۃُ اِلٰی عَلِیٍّ وَقَالَ اِنَّہٗ سَیَسْأَلُکَ الْاٰنَ فَیَقُوْلُ مَاخَلَفَ صَاحِبُکَ فَقُلْ لَّہٗ یَقُوْلُ لَکَ لَوْکُنْتَ فِیْ شِدْقِ الْاَسَدِ لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَکُوْنَ مَعَکَ فِیْہِ وَلٰکِنْ ھٰذَا اَمْرٌ لَّمْ اَرَہٗ فَلَمْ یُعْطِنِیْ شَیْئًا فَذَھَبْتُ اِلٰی حَسَنٍ وَّحُسَیْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَاَوْقَرُوْا لِیْ رَاحِلَتِیْ. (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۵۳، والحاشیۃ)

''حرملہ جو حضرت اُسامہؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، بتلاتے ہیں کہ مجھے حضرت اُسامہؓ نے حضرت علیؓ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ وہ تم سے پوچھیں گے کہ تمہارے مولی کے پیچھے رہ جانے کی کیا وجہ ہے؟ تو اُن سے کہنا کہ اگر آپ شیر کے جبڑے میں ہوتے تو میں ضرور یہی

چاہتا کہ میں آپ کے ساتھ اِس کے جبڑے میں ہی ہوتا۔لیکن یہ معاملہ ایسا ہے کہ اِس میں میری رائے نہیں ہوئی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کچھ نہیں دیا پھر میں حضرت حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو اُنہوں نے (اپنے عطیات سے) میرے دونوں اُونٹ لا دیے۔''

اَبُوْظِبْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ یَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْحُرْقَۃِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَھَزَمْنَاھُمْ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْھُمْ فَلَمَّا غَشَّیْنَاہُ قَالَ لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ فَکَفَّ الْاَنْصَارِیُّ فَطَعَنْتُہٗ بِرُمْحِیْ حَتّٰی قَتَلْتُہٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَااُسَامَۃُ اَقَتَلْتَہٗ بَعْدَ مَاقَالَ لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ قُلْتُ کَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَازَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ. (بخاری شریف ج۲ ص ۶۱۲)

''ابوظبیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو (اپنا واقعہ) بتلاتے ہوئے سنا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے حرقہ کے پاس بھیجا۔ہم نے اُن پر صبح ہی صبح حملہ کیا تو انہیں ہم نے شکست دی۔(اسی اثناء میں) میں اور ایک انصاری اُن میں سے ایک شخص کے پیچھے لگے جب ہم نے اُسے جالیا تو اس نے کہا لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تو انصاری صحابی نے ہاتھ روک لیا۔میں نے اُس کے نیزہ مار کر مار ڈالا۔جب ہم واپس آئے تو یہ بات جناب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی،آپ نے فرمایا! اے اُسامہ کیا تم نے اسے لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے بعد پھر مارا؟ میں نے عرض کیا کہ اُس نے تو پناہ چاہنے کے لیے کہا تھا۔جناب رسول اللہ ﷺ بار بار (ملامت کے کلمات) دہراتے رہے،حتی کہ میرے دل میں فرطِ ندامت سے تمنا ہوئی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔''

اور حاشیہ نمبر ۵ بخاری میں اَمَرَہٗ بِالدِّیَۃِ بحوالہ قرطبی تحریر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اُس شخص کی دیت ادا کرنے کا حکم فرمایا فَاَمَرَہٗ بِالدِّیَۃِ . اس واقعہ کی بناء پر وہ شریک قتال نہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا عذر پیش کرتے رہے۔

حضرت محمد بن مسلمہؓ کے شریکِ قتال نہ ہونے کی وجہ :

حضرت محمد بن مسلمہؓ کا سبب وہ روایت تھی جس میں انہیں منع فرمایا گیا ہے :

وَاَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ اَصْنَعُ اِذَا اخْتَلَفَ الْمُصَلُّوْنَ قَالَ تَخْرُجُ بِسَیْفِكَ اِلَی الْحَرَّةِ فَتَضْرِبُھَا بِهٖ ثُمَّ تَدْخُلُ بَیْتَكَ حَتّٰی تَأْتِیَكَ مَنِیَّةٌ قَاضِیَةٌ اَوْ یَدٌ خَاطِئَةٌ .(ازالة الخفاء ج۲ص ۲۸۲)

''حضرت محمد بن مسلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ جس دور میں اہلِ قبلہ میں اختلاف ہو، میں کیا کروں؟ اِرشاد فرمایا اپنی تلوار لے کر حرہ کی طرف نکل جانا اُسے پتھروں پر مارنا (اور کند کر دینا) پھر اپنے گھر میں رہنا حتی کہ یا طبعی موت آجائے یا کوئی خطا کار ہاتھ (تمہیں مار دے)۔''

حضرت ابوموسٰی اشعریؓ کے شریکِ قتال نہ ہونے کی وجہ :

وَاَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْھَا مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ کَافِرًا وَیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا اَلْقَاعِدُ فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ کُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُیُوْتِکُمْ. (ازالة الخفاء ج۲ ص ۲۸۲)

''حضرت ابوموسٰی اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تمہارے سامنے فتنے (آنے والے) ہیں جیسے تاریک رات کے ٹکرے ہوں۔ اس دَور میں آدمی صبح اُٹھے گا مسلمان اور شام ہوگی تو کافر ہو چکا ہوگا اور شام کو مومن ہوگا صبح اُٹھے گا تو کافر۔ اُس دَور میں بیٹھ رہنے والا کھڑے سے بہتر اور کھڑا چلنے والے سے بہتر اور چلنے والا دَوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اُس وقت ہمارے لیے جناب کیا حکم فرماتے ہیں۔ اِرشاد ہوا اپنے گھروں کے ٹاٹ بن جانا (جس طرح ٹاٹ زمین پر بچھا دیا جاتا ہے اُس پر سامان رکھ دیا جاتا ہے تو اُسے ہر وقت نکالنا آسان نہیں ہوتا اور وہ کچھ

نہ کچھ سامان سے چھپ بھی جاتا ہے اِسی طرح بالکل دب کر چھپ کر گھروں میں رہنا)۔''

کچھ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات جو قتال میں شریک نہیں ہوئے۔ اگرچہ اُن کے نام ابن خلدون کی فہرست میں نہیں ہیں جو عباسی نے نقل کی ہے۔

حضرت اُھبان رضی اللہ عنہ کی روایت :

وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَدِیْسَةَ بِنْتِ اُھْبَانَ بْنِ صَیْفِیِ الْغِفَارِیِّ قَالَتْ جَاءَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اِلٰی اَبِیْ فَدَعَاهُ اِلَی الْخُرُوْجِ مَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ اَبِیْ اِنَّ خَلِیْلِیْ وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ اِلَیَّ اِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ اَنِ اتَّخِذْ سَیْفًا مِّنْ خَشَبٍ فَقَدِ اتَّخَذْتُهٗ فَاِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهٖ مَعَكَ قَالَتْ فَتَرَكَهٗ. (ازالة الخفاء ج٢ ص ٢٨١)

''امام ترمذیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ عدیسہ بنت اھبان بن صیفی الغفاری نے کہا حضرت علی بن ابی طالبؓ میرے والد اُھبانؓ کے پاس آئے۔ انہیں اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا تو میرے والد صاحب نے اُن سے کہا کہ میرے خلیل اور آپ کے چچا زاد بھائی نے مجھے ہدایت و وصیت فرمائی تھی کہ جب لوگوں میں اختلاف ہو تو تم لکڑی کی تلوار بنالینا تو میں نے لکڑی کی تلوار بنالی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہ تلوار لے کر آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں؟ عدیسہ نے کہا کہ پھر وہ میرے والد صاحب کو چھوڑ کر تشریف لے گئے۔''

وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَ لَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ اِلَیْهَا فَاِذَا نَزَلَتْ اَ لَا مَنْ كَانَ لَهٗ اِبِلٌ فَلْیَلْحَقْ بِاِبِلِهٖ وَمَنْ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ فَلْیَلْحَقْ بِغَنَمِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْیَلْحَقْ بِاَرْضِهٖ. فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَیْتَ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهٗ اِبِلٌ وَّلَاغَنَمٌ وَّلَااَرْضٌ قَالَ فَلْیَأْخُذْ حَجَرًا فَلْیَدُقَّ بِهٖ عَلٰی حَدِّ سَیْفِهٖ ثُمَّ لِیَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاةَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَیْتَ اِنْ اُكْرِهْتُ حَتّٰی یُنْطَلَقَ بِیْ اِلٰی اَحَدِ الصَّفَّیْنِ اَوْ اِلٰی اِحْدَی

اَلْفِئَتَیْنِ فَیَرْمِیْنِیْ رَجُلٌ بِسَھْمِہٖ اَوْ یَضْرِبُنِیْ بِسَیْفِہٖ فَیَقْتُلُنِیْ قَالَ یَبُوْءُ بِاِثْمِہٖ وَاِثْمِکَ فَیَکُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ قَالَھَا ثَلٰثًا. (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۸۲)

''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا دیکھو! عنقریب فتنہ رُونما ہوگا۔ دیکھو! پھر فتنہ ہوگا اُس وقت بیٹھ رہنے والا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا اُس کی طرف دَوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جب فتنہ واقع ہوتو جس کے پاس اُونٹ ہوں وہ اپنے اُونٹوں میں اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں اور جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین پر چلا جائے۔

اِس پر ایک شخص نے عرض کیا اے رسول خدا ! اگر کسی کے پاس نہ اُونٹ ہوں نہ بکری نہ زمین (تو وہ کیا کرے)؟ اِرشاد فرمایا کہ پتھر لے کر اپنی تلوار کی دَھار کوٹ (کھنڈی کر) ڈالے، پھر اُس فتنے سے اگر ممکن ہو تو نجات حاصل کرے۔ پھر آپ نے تین بار اِرشاد فرمایا اے اللہ! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔ ایک شخص عرض کرنے لگے کہ اگر مجھے مجبور کر کے دونوں میں سے کسی ایک گروہ کی صف میں اِن دو میں سے کسی ایک جماعت کے ساتھ لے جایا گیا پھر کوئی میرے تیر مار دے یا تلوار سے وار کر کے مجھے قتل کر ڈالے (تو ایسی صورت میں میرا شمار کن لوگوں میں ہوگا)؟ فرمایا وہ تمہارا اور اپنا گناہ اپنے سر لے جائے گا اور جہنمی ہوگا۔ یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔''

اِن روایات میں جن صحابہ کرامؓ کو جناب رسول اللہ ﷺ نے آنے والے دور میں قتال کی ممانعت فرمائی تھی وہ شریکِ قتال نہیں ہوئے اور ایسے حضرات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے پھر مجبور بھی نہیں کیا۔ بلکہ ایسا بھی منقول ہے کہ آپ نے ایسے اکابر کے حق میں کلماتِ تحسین استعمال فرمائے ہیں، مثلاً

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں تحریر ہے :

اِعْتَزَلَ الْفِتْنَةَ وَلَمْ یُقَاتِلْ مَعَ عَلِیٍّ وَّ مُعَاوِیَةَ ثُمَّ کَانَ عَلِیٌّ یَغْبِطُهٗ عَلٰی ذٰلِکَ. فَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: لِلّٰہِ مَنْزِلٌ نَزَلَهٗ سَعْدٌ وَّابْنُ عُمَرَ لَئِنْ کَانَ ذَنْبًا اِنَّهٗ لَصَغِیْرٌ وَّلَئِنْ کَانَ حَسَنًا اَنَّهٗ لَعَظِیْمٌ. (تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج ۱ ص ۲۲)

اس امتحانی دور میں یکسو رہے لڑائی میں نہ حضرت علی کے ساتھ شریک ہوئے نہ حضرت معاویہ کے ساتھ۔ پھر یہ کہ حضرت علی حضرت سعدؓ کی اس روش پر رَشک کیا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ سے یہ کلمات منقول ہیں: کہ سعد اور ابن عمر نے کتنا عمدہ موقف اختیار کیا ہے۔ اگر یہ (میرے ساتھ لڑائیوں میں شریک نہ ہونا) گناہ ہے تو چھوٹا گناہ ہے اور اگر یہ نیکی ہے تو بڑی نیکی ہے۔

محدثین سفیان ثوری ؒ کی ایک بات کی بہت تعریف کرتے ہیں، انہوں نے کہا :

يَقْتَدِيْ بِعُمَرَ فِي الْجَمَاعَةِ وَبِابْنِهٖ فِي الْفُرْقَةِ. (تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج۱ ص ۳۸)

''اجتماع کے وقت حضرت عمرؓ کی پیروی کرنی چاہیے اور افتراق کے وقت ان کے صاحبزادے (عبداللہ بن عمر) کی۔''

حضرت سعدؓ کی عدم شرکت قتال اس ممانعت کی وجہ سے تھی جو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمادی تھی لیکن حضرت ابن عمرؓ کی عدم شرکت اجتہادی تھی اس لیے بعد کے زمانہ میں ان سے کلمات ندامت منقول ہیں۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَااَجِدُنِيْ اٰسٰی عَلٰی شَيْءٍ فَاتَنِيْ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اُقَاتِلْ مَعَ عَلِيٍّ اَلْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ. (استیعاب مع الاصابہ ج۲ ص ۳۳۷)

''حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا میں اپنے دل میں اس دُنیا میں عمل کی کسی چیز کے رہ جانے پر (رنج و) ملال نہیں پاتا سوائے اِس کے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوکر اُن کی باغی جماعت سے قتال کیوں نہیں کیا۔''

یہ روایات ہیں جن کی وجہ سے تخلف عن القتال ہوا لیکن انکار بیعت نہیں ہوا۔ ابن خلدون نے یہ نام ذکر کرنے کے بعد اختصار سے کام لیا ہے بات واضح طرح نہیں لکھی یا اُنہوں نے نام پوری طرح تحقیق سے نہیں لکھے۔ تاریخ کی کتابوں میں ہمارے نقطۂ نظر سے یہ بنیادی خامی ہوتی ہے کہ ان میں عوام میں شہرت یافتہ حکایات تاریخ کا جزء بنا کر لکھ دی جاتی ہیں اس لیے تاریخ کی جو بات اصول حدیث اور حدیث سے متصادم ہو اُسے رد کر دینا ضروری ہوگا ورنہ غلط تاریخ ہی تحریر میں آتی رہے گی۔

حضرت قدامہ بن مظعونؓ بدری ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت خلافت اس وقت تک نہیں لی جب تک بدری حضرات نے بالاتفاق اِن سے درخواست نہیں کی۔ یہی بات اُنہوں نے صفین کے موقع پر اِرشاد فرمائی ہے کیونکہ عشرہ مبشرہ کے بعد اسلام میں سب سے بڑا درجہ اہل بدر کا بتلایا گیا ہے۔ انہوں نے عشرہ مبشرہ کے علاوہ اہل بدر کو بھی اپنے نزدیک اہل حل وعقد میں شمار فرمایا ہے۔

فَقَالَ عَلِیٌّ اِنَّمَا ھٰذَا لِلْبَدْرِیِّیْنَ دُوْنَ غَیْرِھِمْ وَلَیْسَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ بَدْرِیٌّ اِلَّا وَھُوَ مَعِیْ وَقَدْ بَایَعَنِیْ وَقَدْ رَضِیَ فَلا یَغُرَّنَّکُمْ مِّنْ دِیْنِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ. (البدایہ ج ۷ ص ۲۵۹)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہؓ کے جواب میں فرمایا کہ اَمارت طے کرنے کا حق اہل بدر کا ہے نہ کہ اور لوگوں کا۔ اور رُوئے زمین پر کوئی بدری نہیں ہے جو میرے ساتھ نہ ہو۔ (ہر بدری نے) مجھ سے بلاشبہ بیعت بھی کی ہے اور میری خلافت پر راضی بھی ہے تو کوئی شخص (یا کوئی بات یا شبہہ) تم لوگوں کو اپنے دین اور جان کے معاملہ میں دھوکہ نہ دے دے (اس کا خیال کرو)۔''

غرض حقیقت یہ ہے مدینہ منورہ میں موجود تمام صحابہ کرام مہاجرین وانصار بلکہ سب اہل بدر نے آپ سے بیعت کی۔

ابن حجر الھیثمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

وَجَاءَ النَّاسُ یُھْرَعُوْنَ اِلَیْہِ فَقَالُوْا لَہٗ نُبَایِعُکَ فَمُدَّ یَدَکَ فَلا بُدَّ مِنْ اَمِیْرٍ فَقَالَ عَلِیٌّ لَیْسَ ذٰلِکَ اِلَیْکُمْ اِنَّمَا ذٰلِکَ اِلٰی اَھْلِ بَدْرٍ. فَمَنْ رَضِیَ بِہٖ اَھْلُ بَدْرٍ فَھُوَ خَلِیْفَۃٌ فَلَمْ یَبْقَ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ بَدْرٍ اِلَّا اَتٰی عَلِیًّا فَقَالُوْا مَا نَرٰی اَحَدًا اَحَقَّ بِھٰذَا مِنْکَ مُدَّ یَدَکَ نُبَایِعُکَ فَبَایَعُوْہُ. (الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة لاحمد بن حجر المکی الهیثمی ص ۱۱۸)

''لوگ تیز تیز چلتے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس پہنچے۔ کہنے لگے ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں آپ ہاتھ آگے بڑھائیے کیونکہ امیر کا تقرر نہایت ضروری ہے۔ اس پر حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا اختیار تم لوگوں کو نہیں ہے اس کا اختیار اہل بدر کو ہے، جس پر اہل بدر متفق و راضی ہوں وہی خلیفہ ہوگا۔ پھر اہل بدر سب کے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ سے زیادہ اِس منصب کا اہل ہم کسی کو نہیں سمجھتے۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں چنانچہ اِن حضرات نے بیعت کی۔''

نیز یہی مضمون تاریخ ابن اثیر میں ملاحظہ فرمائیں۔ (الکامل ج ۳ ص ۱۹۰)

پھر ابن حجر بعنوان ''تنبیہ'' تحریر فرماتے ہیں کہ :

''ہم نے جو لکھا ہے اس سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ تینوں خلفاء کرام کے بعد لائق خلافت امام مرتضٰی اور ولی مجتبیٰ علی بن ابی طالب ہی ہیں۔ باتفاق اہل حل و عقد جیسے حضرت طلحہ، ابوموسیٰ، ابن عباس، خزیمۃ بن ثابت، ابوالھیثم بن التیھان، محمد بن مسلمہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم۔

اور شرح المقاصد میں ہے کہ کچھ اہل کلام (اہل عقائد) علماء نے فرمایا ہے کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت پر اجماع منعقد ہوا ہے (اور بالاجماع انعقاد خلافت کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت چھ اکابر عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پر مشتمل شوریٰ مقرر فرمادی کہ اِن میں سے کسی ایک کو کثرتِ رائے سے منتخب کرلیا جائے تو اُس وقت دو نام آئے تھے حضرت عثمان اور حضرت علی)۔ خلافت دو حضرات میں منحصر تھی یا عثمانؓ خلیفہ ہوں یا علیؓ۔ اور یہ اجماع ہے اس بات پر کہ اگر حضرت عثمانؓ خلیفہ نہ ہوئے ہوتے تو علیؓ ہی خلیفہ ہوتے تو جب حضرت عثمانؓ شہادت کی وجہ سے (دُنیا میں موجود نہ رہے) اور اس معاملہ میں سے وہ باہر ہوگئے تو یہ بات صاف معلوم ہو رہی ہے کہ پھر خلافت علی رضی اللہ عنہ ہی بالاجماع رہ گئی اور اسی لیے امام الحرمین نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی بات کا کوئی اعتبار نہیں جو یہ کہیں کہ امامت علی رضی اللہ عنہ پر اجماع نہیں ہوا کیونکہ ان کی خلافت کا انکار ہی نہیں کیا گیا۔ فتنہ کے اور اسباب تھے جن کی وجہ سے وہ رُونما ہوا۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۱۱۹)